مزار شریف
مفتی اعظم پاکستان

۲۷ محرم، ۱۴۴۴ھ

26 اگست، 2022ء

بھلائی کی چابیاں

(ذکرِ مفتیٔ اعظم پاکستان / سیلاب زدگان کی مدد)

مجلسِ علماء نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429
alnizamia7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡہَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ ۔[الرعد13:17]

یہ اٹل فیصلہ اور سب سے بڑی حقیقت ہے کہ بقا و دوام صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے، باقی ہر چیز فانی اور ختم ہو جانے والی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ ۝ وَّیَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ ۔ یعنی "زمین پر[1] جتنی مخلوق ہے سب فنا ہو جائے گی ۝ صرف تمہارے ربّ کی ذات باقی رہے گی، جو عظمت و بزرگی کا مالک اور اِحسان فرمانے والا ہے۔"[الرحمٰن 55:26،27]

مرنا تو سب نے ہے، مگر بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جن کی وفات کے بعد بھی ربّ تعالیٰ مخلوق میں اُن کے تذکرے اور اُن کی محبت باقی رکھتا ہے اور یہ اِنعام دولت، حکومت یا جاگیر کے ذریعے نہیں ملتا؛ کیونکہ اِس دُنیا میں ہزاروں بلند پایہ فلسفی آئے، مگر اُن کی حکمت اُن کے ساتھ ہی اُن کی قبروں میں دفن ہو گئی... لاکھوں شہسوار آئے، مگر اُن کی طاقت اُنھیں زندہ و جاوید نہ رکھ سکی... اِشارۂ ابرو سے نظامِ حکومت چلانے والے بے شمار تاج وَر بھی آئے، مگر آج ڈھونڈنے سے بھی کہیں اُن کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اِس کے برعکس کچھ درویش منش، بوریا نشین، سادگی پسند ایسے بھی گزرے ہیں جن کا طرزِ زندگی شاہانہ کرّ و فرّ سے کوسوں دُور تھا، مگر اُنھیں ایسی جاودانی ملی کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود وہ دلوں کی دنیا میں بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

چنانچہ جستجو پیدا ہوتی ہے کہ کن خوش نصیبوں کے چرچے ربّ تعالیٰ اُن کے مرنے کے بعد بھی باقی رکھتا ہے؟ کیا ہم بھی ایسے بن سکتے ہیں کہ ہمارے دُنیا سے جانے کے بعد ہمیں اچھے انداز سے یاد کیا جائے؟ اِس سوال کا جواب قرآنِ مجید کی ایک آیت سے ملتا ہے۔ ارشاد ہے: فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡہَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ "(بارش برستی ہے تو پانی کے اُوپر جھاگ بھی ہوتا ہے) جھاگ تو ضائع ہو جاتا ہے اور وہ (پانی) جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے، اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے۔"[الرعد13:17]

اِس آیتِ کریمہ کا بنیادی مضمون حق و باطل کی مثال بیان کرنا ہے... کہ حق کو جتنا بھی دبانے کی کوشش کر لی جائے، وہی باقی رہتا ہے اور باطل کا کتنا ہی شور کیوں نہ ہو، بالآخر وہ مٹ جاتا ہے... مگر قرآنِ کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اُس کا ایک ایک لفظ بہت سے پہلوؤں پر راہ نمائی فرماتا ہے۔ آیتِ کریمہ کے الفاظ سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جو انسان مخلوقِ خدا کو نفع پہنچائے، بھلائی کا ذریعہ بنے ربّ تعالیٰ اُسے جاوِدانی و بقائے ذکر عطا فرماتا ہے اور جو جھاگ کی طرح بے فائدہ ہو وہ فنا ہو جاتا ہے۔

---

[1] اِس آیت میں زمین پر بسنے والوں کی فنا کا ذکر ہے، دوسری آیت میں ہے: "ہر جاندار نے موت کو چکھنا ہے"۔

آج 26 اگست ایک ایسی شخصیت کا یومِ وصال ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مخلوقِ خدا کو بے پناہ فائدہ پہنچایا اور بھلائی کے بے شمار دروازے کھولے، ہزاروں جلیل القدر علما تیار کیے جو اِس وقت پوری دُنیا میں اسلام کا پیغام عام کر رہے ہیں، بیسیوں اِداروں اور تنظیمات کی سرپرستی فرمائی، مختلف سرکاری و غیر سرکاری عہدوں پر فائز رہتے ہوئے ہر سانس کو دین کی خدمت کے لیے وقف رکھا، اُنھیں شیخ العلما مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا جاتا ہے۔

مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانے اور بھلائی کو عام کرنے کا جو عظیم جذبہ اُنھیں نصیب تھا، بلا شبہ موجودہ ملکی و عالمی حالات میں اُس جذبہ کی اشد ضرورت ہے، چنانچہ آج کے خطبہ میں اُنھیں خراجِ تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ بھلائی کا ذریعہ بننے سے متعلق کچھ باتوں کا ذکر ہو گا۔

بھلائی اور برائی کی چابیاں

پروردۂ آغوشِ نبوت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ، وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ. فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى يَدَيْهِ، وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ۔[1] "یقیناً کچھ لوگ بھلائی کی چابیاں، بُرائی کے تالے ہیں... اور کچھ لوگ برائی کی چابیاں، بھلائی کے تالے ہیں، اُس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی چابیاں رکھی ہیں اور اُس کے لیے ہلاکت ہے جس کے (کرتوتوں کی وجہ سے اُس کے) ہاتھوں پر اللہ جلّ شانہٗ نے برائی کی چابیاں رکھی ہیں۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث: 237)

توجہ طلب بات ہے کہ حدیث میں "چابی" اور "تالے" سے کیا مراد ہے؟ جس چیز کو تالا لگا ہو اُس تک رسائی نہیں ہوتی اور جس چیز کی چابی موجود ہو وہ انسان کی پہنچ میں ہوتی ہے۔ یعنی "تالا" رسائی سے رکاوٹ بنتا ہے اور "چابی" کے ذریعے رسائی ہو جاتی ہے۔

بعض لوگوں کے ذریعے بھلائیاں عام ہوتی ہیں اور برائیوں میں کمی آتی ہے... اُن کے ذریعے علمِ دین کا فیض عام ہوتا ہے... اُن کی زیارت سے نیکی کا شوق پیدا ہوتا ہے... اُن کی سیرت کو جاننے سے بھلائی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے... وہ بولیں تو اچھی بات کہتے ہیں...

---

[1] قال المناوی رحمه الله: فالخير مرضاة الله والشر سخطه، فإذا رضی الله عن عبد فعلامة رضاه أن يجعله مفتاحا للخير، فإن رُؤی ذُكر الخيرُ برؤيته، وإن حضر حضر الخيرُ معه وإن نطق نطق بخيرٍ وعليه من الله سمات ظاهرة لأنه يتقلب فی الخير بعمل الخير وينطق بخير ويفكر فی خير ويضمر خيرا فهو مفتاح الخير حسبما حضر وسبب الخير لكل من صحبه والآخر يتقلب فی شر ويعمل شرا وينطق بشر ويفكر فی شر ويضمر شرا فهو مفتاح الشر لذلك فصحبة الأول دواء والثانی داء. (التيسير بشرح الجامع الصغير)

اُن کے پاس بیٹھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے... وہ محتاج کی حاجت پوری کرتے ہیں... بھٹکے ہوئے کو راستہ بتاتے ہیں. جھگڑوں اور فتنہ وفساد کا خاتمہ کرتے ہیں... مختصر یہ کہ اُن کی ذات بھلائی کا پیکر ہوتی ہے اور دوسروں کو بھی اُن سے بھلائی نصیب ہوتی ہے، حتّٰی کہ پیاروں کے جنازے، اُن کی قبریں اور تذکرے بھی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اِنہی خوش نصیبوں کو بھلائی کی چابی اور برائی کا تالا فرمایا ہے اور اپنی زبان مبارک سے خوش خبری ومبارک باد عطا کی ہے۔[1]

اِس کے برعکس کچھ افراد کے ذریعے برائیاں عام ہوتی ہیں... اُنھیں دیکھ کر لوگ بدمعاش، بداخلاق اور بے حیا بنتے ہیں... اُن کی بات کرنے سے دل برائی کی طرف مائل ہوتا ہے... وہ بولیں تو بری بات، جھوٹ، غیبت، تکبر اور بے حیائی کی بات کرتے ہیں... اُن کے پاس بیٹھنے والا آخرت کو بھول جاتا ہے، حتّٰی کہ جب وہ دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اپنے بعد والوں کے لیے برائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہ بدنصیب برائی کا پیکر ہیں اور اِن کی وجہ سے دوسروں میں بھی برائیاں عام ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اِنہی بدنصیبوں کو بھلائی کا تالا اور برائی کی چابی فرمایا ہے اور دنیاو آخرت کی ہلاکت وبربادی سے ڈرایا ہے۔[2]

مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ... بھلائی کی چابی

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ اُن خوش نصیبوں میں سے ہیں جنھیں رحمتِ عالم ﷺ نے بھلائی کی چابی اور برائی کا تالا فرمایا ہے۔ آپ ۲۹ شعبان، ۱۳۵۲ھ / 28 دسمبر، 1933ء کو ضلع مانسہرہ (خیبر پختون خواہ) میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم حاصل کرنے کے بعد 1955ء میں تدریس کا آغاز فرمایا اور زندگی کے آخری دن تک اُسے جاری رکھا۔ آپ نے مختلف شعبوں میں نمایاں دینی خدمات سرانجام دیں، مثلاً:

- مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جس اِدارے کے مہتمم اور مدرس تھے اُس کا نام جامعہ نظامیہ رضویہ ہے۔ یہ جامعہ بلاشبہ اہلِ سنت کے سب سے بڑے اِداروں میں ایک ہے، جہاں سے فیض پانے والے افراد پوری دُنیا میں دینی خدمات

---

[1] (فطوبی) أي يقال له ذلك أو يجعل له الطيب من العيش في الدارين. (التنوير بشرح الجامع الصغير)

[2] چنانچہ وہ حکمران جن کے دور میں نیکیاں عام ہوں اور رعایا کو خوش حالی میسر ہو... وہ اہل علم جن کے علم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے دین کا پیغام اور اُن کی محبت نصیب ہو... وہ اولیا جن کی نسبت سے انسان نیک بن جائے... وہ والدین جن کی تربیت سے اولاد دین دار بنے... اور وہ افراد جن کے ذریعے دوسروں کی مشکلات دُور ہوں... یہ سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جب کہ وہ حکمران جن کے دور میں اسلام کی خلاف ورزیاں ہوں، دینی اقدار کو پامال کیا جائے... وہ اہل علم جن کے علم سے لوگوں میں بدعقیدگی پھیلے اور انسان اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت سے دور ہو جائے... وہ والدین جن کی طرف سے اچھی تربیت نہ ہونے کے نتیجے میں اولاد دین سے دور ہو... وہ لوگ جو فلموں، فحش تصاویر، بے ہودہ تحریروں اور پوسٹوں کے ذریعے لوگوں میں بے حیائی پھیلائیں... وہ لوگ جو معاشرے والوں کے لیے مشکلات پیدا کریں... یہ سب اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاکت وبربادی کے حق دار ہیں۔

سرانجام دے رہے ہیں، بالخصوص پاکستان میں کوئی بھی ایسا بڑا دینی اِدارہ نہیں جس میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے فیض یافتہ افراد موجود نہ ہوں۔ اِس وقت جامعہ کے نیٹ ورک میں تقریباً پانچ ہزار طلبہ وطالبات دینی وعصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

- اہلِ سنت وجماعت کے دینی اِداروں کی تنظیم کا نام "تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان" ہے، یہ تنظیم عالم کورس کی سند جاری کرتی ہے اور حکومتِ پاکستان اُس سند کو ایم۔ اے۔ کے برابر تسلیم کرتی ہے۔ مفتیٔ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ تقریباً 28 سال تک تنظیم المدارس کے ناظمِ اعلیٰ اور دو سال تک مرکزی صدر رہے اور اِسے عروج تک پہنچایا۔
- اُردو میں فقہِ حنفی کا سب سے بڑا اور مستند ذخیرہ فتاوٰی رضویہ ہے، جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی پر مشتمل ہے۔ مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوٰی رضویہ کو "رَضا فاؤنڈیشن" کے زیرِ اہتمام عالمی معیار کے مطابق شائع کروایا۔ جو لوگ جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کرتے تھے، آج وہ بھی اِس فتاوی کو اپنی لائبریریوں کی زینت بناتے ہیں اور اِس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔
- اِن کے علاوہ مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف سرکاری وغیر سرکاری عہدوں پر فائز رہتے ہوئے دنیا بھر میں کام کرنے والی سُنّی تنظیمات اور اِداروں کی سرپرستی فرمائی اور زندگی کے آخری دن، بلکہ آخری سانس تک خدمتِ دین میں مصروف رہے۔

آپ نے 28ویں شبِ جمادی الاُخری، ۱۴۲۴ھ / 26 اگست، 2003ء کو وصال فرمایا اور اپنے بنائے ہوئے ادارے جامعہ نظامیہ رضویہ، شیخوپورہ میں آرام فرما ہوئے۔

اوصافِ مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ اُن شخصیات میں ہیں جن کا کردار اُن کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی لوگوں کی راہ نمائی اور بھلائی کا ذریعہ بنتا ہے۔

خودنمائی سے اجتناب: مفتیٔ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ بے پناہ دینی خدمات کے باوجود خود نمائی کو پسند نہیں کرتے تھے، اُن کی خواہش ہوتی تھی کہ ہر دینی کام میں اُن کا وافر حصہ ہو، مگر اُن کا نام نہ آئے، حتّٰی کہ وہ اپنے نام کے ساتھ مفتی لکھوانا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی رِضا حاصل کرنے اور یکسوئی کے ساتھ دینی خدمات سرانجام دینے کے لیے خود کو یوں چھپایا کہ عوام اُن کے شاگردوں، بلکہ شاگردوں کے شاگردوں کو اُن سے زیادہ جانتی ہے۔ موجودہ دور کے مقبول ترین علما، مثلاً شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی، امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی، سرمایۂ ملک وملت مفتی منیب الرحمٰن ہزاروی، ادیبِ شہیر مفتی محمد صدیق ہزاروی دامت فیوضہم، ایسے ہزاروں علما اُن کے شاگرد اور فیض یافتہ ہیں۔

شریعت کی پابندی: مفتیٔ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ شریعت کے بے حد پابند تھے۔اِس حوالے سے صرف ایک بات ہی کو لیجیے!جامعہ نظامیہ رضویہ اور تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے ساتھ ساتھ اُن کے کاندھوں پر کئی سرکاری اور غیر سرکاری دینی ذمہ داریاں تھیں۔اِس کے باوجود اُن کے ساتھ وقت گزارنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ وہ مسجد میں پہنچ کر پہلی صف میں شامل ہوتے اور تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے۔

مقبولیتِ بارگاہ: مفتیٔ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں بہت مقبول تھے اور مختصر زندگی میں اُنھوں نے جتنے بڑے بڑے کام کیے،یقیناً یہ غیبی مدد کا نتیجہ تھے۔

اُنھوں نے اپنی یادداشتوں میں لکھا کہ ایک مرتبہ دن بھر جامعہ نظامیہ رضویہ کے کاموں میں مصروف رہا، عصر کے بعد جامعہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ آج طلبہ کے لیے کھانا تیار نہیں ہوسکا؛کیونکہ اخراجات کے لیے رقم ہی نہیں تھی۔مَیں پریشانی کے عالم میں نمازِ مغرب پڑھنے کے لیے چلا گیا۔نماز سے فارغ ہوا تو پتا چلا کہ آستانہ عالیہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین محترم سلطان حبیب صاحب کی اہلیہ ایک تھانے دار اور اپنے ملازم کے ہمراہ جامعہ نظامیہ کے لیے فنڈ پیش کرنے آئی ہیں۔

اُن کے ساتھ والوں نے بتایا کہ نہ ہم نے یہ مدرسہ دیکھا ہوا تھا،نہ ہی محترمہ نے،ہم جھنگ سے چلے اور لاہور پہنچ کر تلاش کرتے رہے،راستے میں کئی مدارس آئے مگر محترمہ فرماتیں:یہاں نہیں۔جب لوہاری گیٹ کے اِس تنگ بازار میں پہنچے تو محترمہ نے جگہ دیکھتے ہی فرمایا:یہی جگہ ہے اور یہی مدرسہ ہے۔(مجلہ النظامیہ [خصوصی شمارہ]،اگست،ستمبر 2021ء،ص:46،47،ملخصاً[1])

محترمہ نے کہا:مجھے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں یہ مدرسہ دکھایا تھا اور بہت جلد اِس کی خدمت کرنے کا حکم فرمایا تھا۔(مجلہ النظامیہ،اگست 2018ء،ص:198،ملخصاً[2])

ایسا ایک دوبار نہیں،کئی مرتبہ ہوا کہ رات کو ہاتھ خالی ہوتا اور اگلے دن کے لیے طلبہ کے کھانے کا انتظام بھی نہیں ہوتا تھا،مگر صبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حیران کُن انتظام ہوجاتا۔(ایضاً،ص:140)

حق گوئی وبے باکی: کچھ عرصہ پہلے ایک فوجی آمر[3] نے علما کو جمع کرکے دھمکی دی کہ میں مدارس کو بند کروادوں گا۔ مفتیٔ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے نہایت دلیری سے فرمایا:اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مدرسہ عمارت کا نام ہے تو اُسے تالا لگوادیں،مَیں

---

[1] مجلہ پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں:https://drive.google.com/file/d/1hi9BdG2e4zz06ucoS64qNsJ8TXIKw1nx/view?usp=sharing

[2] مجلہ پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں:https://drive.google.com/file/d/1o4dZgAEPlSe287WBzrt1u68Q6svrHCJ3/view?usp=drivesdk

[3] سابق چیف آف آرمی سٹاف وسابق صدر جنرل پرویز مشرف

دریائے راوی کے کنارے بیٹھ کر دین پڑھانا شروع کردوں گا اور اللہ تعالیٰ وہیں مدرسہ بنادے گا۔

آپ مرکزی وصوبائی زکوٰۃ کمیٹیز کے رکن ہونے کے باوجود ایک بے داغ کردار کے مالک تھے کہ کسی بھی حکمران کے سامنے حق بات کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ اُنھوں نے کئی بار اپنے دور کے گورنر اور وزیرِ اعلیٰ کو بھی اُن کی موجودگی میں ڈانٹا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا رُعب دیا تھا کہ گورنر و وزیرِ اعلیٰ خاموش رہتے اور آپ کی ہدایات پر عمل کرتے۔

ہم بھلائی کی چابی ہیں یا...؟

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ، جنھیں اللہ تعالیٰ نے بھلائیاں عام کرنے کا بہت بڑا ذریعہ بنایا تھا، اُن کا مختصر تذکرہ سننے کے بعد حدیث مبارک کی طرف واپس آیئے! کچھ لوگ بھلائی کی چابی اور بُرائی کا تالا ہوتے ہیں، اِن خوش نصیبوں کے ذریعے بھلائی کے راستے کھلتے اور بُرائی کے دروازے بند ہوتے ہیں.... جب کہ کچھ لوگ بُرائی کی چابی اور بھلائی کا تالا ہوتے ہیں، اِن بد نصیبوں کے ذریعے بُرائی عام ہوتی ہے اور بھلائی کی رونق میں کمی آتی ہے۔ اِس حدیث مبارک کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم کس طبقہ میں شامل ہیں؟

- کیا ہم علمِ دین پھیلانے میں کوئی کردار ادا کرتے ہیں؟
- کیا ہم اپنی زبان اور عمل کے ذریعے بھلائی کی دعوت دیتے اور برائی سے روکتے ہیں؟
- ہمارے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے نمازی، سچ کے عادی اور باحیا بنتے ہیں یا بے نمازی، جھوٹ بولنے والے اور بے حیا؟
- کیا ہم اپنی حیثیت کے مطابق محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرتے ہیں؟ بیمار کی عیادت وعلاج کے لیے کوشش کرتے ہیں؟
- کیا ہم سلام کو عام کرتے ہیں؟ بھولے بھٹکے کو راستہ بتاتے ہیں؟ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیتے ہیں؟
- اگر اور کچھ نہیں کرسکتے تو کم از کم مسلمانوں کے لیے نیک دعائیں کرتے ہیں؟

اگر اِس طرح کی خوبیاں ہمارے اندر موجود ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ایسے خوش نصیبوں کو رسول اللہ ﷺ نے خوش خبری دی ہے، لیکن اگر صورتِ حال اِس کے برعکس ہے تو ہمیں اپنا کردار بہتر کرتے ہوئے اپنے ربّ کے ساتھ یہ عہد کرنا چاہیے کہ اگر ہم بھلائی کی چابی نہ بن سکے تو کم از کم بُرائی کی چابی نہیں بنیں گے۔

اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے اشعار میں ایک تمنا کا اِظہار کیا:

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری!

دُور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے!

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

مرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو

بھلائی کا ذریعہ بننے والا بہترین شخص ہے

اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی تمام مخلوق کی ضروریات از خود پوری فرمادے اور کسی بھی انسان کو اپنی ضروریات کے حوالے سے دوسرے کی محتاجی نہ ہو، لیکن اُس نے بندوں کی آزمائش کے لیے دُنیا کا یہ نظام بنایا ہے کہ لوگوں کو زندگی کے مختلف مراحل میں دوسروں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوش نصیب ہونے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ انسان کو مخلوقِ خدا کا بھلا کرنے کی توفیق مل جائے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے تاج دارِ حرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: کون شخص اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اور کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ[1]، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ سُرُورٌ تُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخٍ لِي فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ، يَعْنِي مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ، شَهْرًا۔ [2]» یعنی لوگوں کو بہت نفع پہنچانے والا اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندوں میں سے ہے، (فرائض کے بعد معاملات میں) سب سے پیارا عمل یہ ہے کہ تُو کسی مسلمان کا دل خوش کر دے، یا اُس کی پریشانی دُور کر دے یا اُس کا دَین (قرض وغیرہ) ادا کر دے، یا اُس کی بھوک دُور کر دے۔ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اُس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جانا مجھے اِس مسجدِ نبوی میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ پیارا ہے (کیونکہ عبادات کا فائدہ فقط اپنی ذات کو ہے جب کہ حاجت پوری کرنے میں مخلوق کا فائدہ ہے)۔ (المعجم الاوسط:6026)

---

[1] وفی روایۃ عن جابر مرفوعا: «خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔» (رواہ القضاعی فی "مسند الشهاب"، وابن حبان فی "المجروحین"، وفی إسنادہ کلام، لکن له أسانید کثیرة یرتقی بها إلی درجة الحسن)

[2] ، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ، مَلَأَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَلْبَهُ أَمْنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيهِ فِي حَاجَةٍ حَتّٰى أَثْبَتَهَا لَهُ أَثْبَتَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدَمَهُ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ»

موجودہ سیلابی صورتِ حال اور ہمارا کردار

پاکستان میں حالیہ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے بلوچستان، جنوبی پنجاب اور دیگر علاقوں کے سینکڑوں دیہات پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں، لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں، بے شمار مویشی اور نہ جانے کتنا ساز و سامان پانی میں بہہ گیا ہے۔ ایسے میں جہاں ہمیں اپنے پریشان حال مسلمان بھائیوں کے لیے دعائیں کرنی چاہییں وہیں عملی طور پر بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اُن کی مدد کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مسلمان یک جان ہیں: شیخ المشائخ، خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ سے عرض کی گئی: لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو بہت ہی فراغِ باطنی (دلی سکون) حاصل ہے، آپ کو اِس دنیا کی کوئی فکر ہی نہیں۔ جب آپ نے یہ بات سنی تو فرمایا: آں قدر غم و اَندوہ کہ مَرا است هیچ کَس را دریں جهاں نیست؛ زیرا که چَندیں خَلْق می آیندْ و غم و اَندوہِ خویش می گویَنْد، آں همه بر دل و جانِ مَنْ می نَشِینَد، عجب دلے باشد که غمِ برادرِ مسلمان بُشْنود ُوَدَرْ وَے أَثر نَکُند۔ جس قدر غم اور پریشانی مجھے ہے اِس جہاں میں کسی کو بھی نہیں ہو گی؛ کیونکہ میرے پاس اتنی زیادہ مخلوق آتی ہے اور اپنے دُکھڑے سناتی ہے، سب کی پریشانیوں کا بوجھ میرے دل و جان پر آتا ہے۔ وہ دل بہت عجیب ہے جو اپنے مسلمان بھائی کا غم سنے اور اُس پر کوئی اثر نہ ہو۔

پھر حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ ارشادِ نبوی سنایا: «اَلْمُسْلِمُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ، وَإِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ.» (صحیح مسلم، حدیث: 67) یعنی "تمام مسلمان (باہمی محبت و غمخواری میں) ایسے ہیں جیسے ایک ہی شخص کے اعضا، اگر اُس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو پورا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور سر میں تکلیف ہو تو بھی پورا جسم متأثر ہو جاتا ہے" (اعضا اگرچہ مختلف ہیں مگر روح ایک ہی ہے؛ اِسی وجہ سے ایک عضو کو تکلیف ہو تو پورا جسم بے قرار ہو جاتا ہے... اِسی طرح تمام مسلمانوں کا آپس میں تعلق ہے، چونکہ سب کا اللہ اور سب کا نبی ایک ہی ہے تو جب ایک مسلمان مصیبت میں ہو سب کو بے قرار ہو جانا چاہیے)

(خیر المجالس فارسی، مجلس: سی ویکم (31)، ص: 105، مطبوعہ شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی، تاریخِ مشائخ چشت، مقدمہ، ص: 69، زاویہ پبلشرز)

خیر خواہی کا فائدہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ لِلّٰهِ أَقْوَامًا اخْتَصَّهُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ، يُقِرُّهُمْ فِيهَا مَا يَبْذُلُوْنَهَا، فَإِذَا مَنَعُوْهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ فَحَوَّلَهَا إِلَى غَيْرِهِمْ.» یعنی "اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو نعمتیں عطا کرتا ہے تاکہ وہ اُس کے بندوں کو نفع پہنچائیں، جب تک وہ بندوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں تب تک اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں اُن کے پاس باقی رکھتا ہے، جب وہ نفع پہنچانا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں اُن سے واپس لے کر کسی اور کو عطا کر دیتا ہے۔" (المعجم الکبیر، حدیث: 13925، شعب الایمان، حدیث: 7256)

حکومت کی ذمہ داری

اگرچہ اِس ہنگامی صورتِ حال میں ہر مسلمان پر اپنی بساط کے مطابق کوشش کرنا لازم ہے، مگر سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اربابِ اختیار کو چاہیے کہ تمام تر سیاسی لڑائیوں اور پارٹی مفادات سے بالاتر ہو کر پریشان حال مسلمانوں کی بحالی کے لیے جان لڑا دیں۔

سیدنا مَعقِل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ظالم حکمرانوں کو ڈانٹنے کے طور پر) فرمایا: «مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ.» (صحیح بخاری، حدیث: 7150) وفی روایۃ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ[1] إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.»[2] (صحیح مسلم، حدیث: 142) یعنی "اللہ تعالیٰ جس شخص کو ذمہ داری عطا کرے، پھر وہ خیر خواہی کے ساتھ اپنی رعایا کی حفاظت و نگرانی نہ کرے، اُن کے ساتھ بد دیانتی کرے (اُن کے حقوق پورے نہ کرے، اُن سے ظالمانہ ٹیکس لے) تو وہ جنت میں نہیں جائے گا، بلکہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

اگرچہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے کچھ اچھے اِعلانات کیے گئے ہیں، مگر فقط یہی کافی نہیں۔ تمام سیاسی قائدین اور متعلقہ اِداروں کے ذمہ داران کو اِس حدیث پاک کے پیشِ نظر یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر وہ مسلمانوں کی خیر خواہی میں کوتاہی کریں گے تو دُنیا میں اُنھیں کوئی پوچھے یا نہ پوچھے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی ضرور ہونی ہے۔

سب سے بڑا خادم؟ عراق کے ایک معزز عہدے دار حضرت اَحنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیے وفد کے ساتھ حاضر ہوئے، اُس دن شدید گرمی تھی اور امیر المؤمنین سر پر کپڑا رکھے بیت المال کے ایک اُونٹ پر تیل مل رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: يَا أَحْنَفُ! ضَعْ ثِيَابَكَ وَهَلُمَّ وَأَعِنْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى هٰذَا الْبَعِيْرِ، فَإِنَّهُ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فِيْهِ حَقُّ الْيَتِيْمِ وَالْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ. یعنی احنف! یہ مہمانوں والا پُر تکلّف لباس اُتار کر اِدھر آؤ اور اِس معاملے میں امیر المؤمنین کی مدد کرو؛ کیونکہ یہ بیت المال کا اُونٹ ہے جس میں یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کا حق ہے۔

کسی شخص نے یہ منظر دیکھ کر کہا: امیر المؤمنین! آپ کسی خادم کو حکم کریں، وہ یہ کام کر دے گا، خود کیوں مشقت اُٹھاتے ہیں! آپ نے فرمایا: وَأَيُّ عَبْدٍ هُوَ أَعْبَدُ مِنِّيْ وَمِنَ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ هٰذَا؟ یعنی اگر یہ خادم کا کام ہے تو مجھ سے اور اِس احنف سے بڑھ کر مسلمانوں کا خادم کون ہو سکتا ہے؟

---

[1] أَيْ خَائِنٌ لَهُمْ، أَوْ ظَالِمٌ لَهُمْ، لَا يُعْطِي حُقُوقَهُمْ، وَيَأْخُذُ مِنْهُمْ مَا لَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ. (مرقاۃ المفاتیح)

[2] أَيْ دُخُولَهَا مَعَ النَّاجِينَ، أَوْ مَحْمُولٌ عَلَى الْمُسْتَحِلِّ، أَوْ زَجْرٌ وَّ كَيْدٌ، وَوَعِيدٌ شَدِيدٌ، أَوْ تَخْوِيفٌ بِسُوءِ الْخَاتِمَةِ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ. (أيضًا)

پھر آپ نے ایک سبق آموز جملہ فرمایا جو قیامت تک مسلم حکمرانوں کی راہ نمائی کرے گا: إِنَّهُ مَنْ وَلِيَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ عَبْدٌ لِلْمُسْلِمِينَ، يَجِبُ عَلَيْهِ لَهُمْ مَا يَجِبُ عَلَى الْعَبْدِ لِسَيِّدِهِ مِنَ النَّصِيحَةِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ۔ جسے مسلمانوں کی ذمہ داری ملی (عہدہ ملا) وہ مسلمانوں کا خادم ہے، اُس پر مسلمانوں کی خیر خواہی اور دیانت داری اُسی طرح لازم ہے جس طرح غلام (اور خادم) پر اپنے مالک کی خیر خواہی اور دیانت داری لازم ہوتی ہے۔

(جامع الاحادیث، رقم:29204۔ کنز العمال، رقم:14307۔ مسند الفاروق لابن کثیر، رقم:230)

حرفِ آخر

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے: کام زیادہ ہے، زندگی مختصر ہے، لمبے چوڑے منصوبے بنانے میں وقت ضائع نہ کریں، جو کام ہو سکتا ہے شروع کر دیں۔ (مجلہ النظامیہ، اگست ستمبر، 2021ء، ص:262)

مردِ درویش کا یہ مختصر جملہ حقیقت میں بہت بڑی نصیحت ہے، بڑے کام اُنہی لوگوں نے کیے ہیں جنھیں کچھ کر گزرنے کا جنون تھا، جو ''آج، کل'' کہتے ہیں وہ کچھ نہیں کرتے۔

ہمیں چاہیے کہ بھلائی کی چابی بننے کے لیے ابھی سے کوشش شروع کریں، چھوٹی چھوٹی بھلائیوں سے آغاز کریں، ربّ تعالیٰ بڑی بھلائیاں حاصل کرنے کی بھی توفیق عطا فرما دے گا۔ اگر ہم بھلائی کی چابی بننے میں کامیاب ہو گئے تو اللہ کریم کی رِضا کے ساتھ ساتھ دونوں جہان میں عزت و تکریم بھی نصیب ہو گی۔

گزشتہ دنوں بھارتی حکمران جماعت کے ایک عہدے دار نے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ اقدس میں نازیبا بات کہی، جس کے نتیجے میں اُسے گرفتار کیا گیا اور پھر چند گھنٹوں کے بعد رہا کر دیا گیا۔ دُنیا کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور کسی بھی قیمت پر اپنے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر دنیا امن چاہتی ہے تو ہمارے آقا و مولا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توہین سے باز رہے۔

اللہ تعالیٰ مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے درجات میں کروڑوں بلندیاں عطا فرمائے، اُن کی خدماتِ جلیلہ کی برکت سے ربّ تعالیٰ ہمیں بھی بھلائی کا ذریعہ بنائے۔ اللہ کریم سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کی توفیق سے نوازے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم